ایک عجیب اور تغیر آمیز زندگی بسر کی ہے یہ ناظرین جواہر شناس کرتے ہیں جس
سے معلوم ہوگا کہ اگر یہ جنس کاروان زلیخا طبیعت یوسف بنکر بازار اکبری میں فروخت
نہ ہوتا تو یوسف صفت نورالدین زلیخا وار مطاع جہانگیری نہ کہو بیٹھتا اور اگر ایسا
خریدار ہاتھ نہ آتا تو جو جواہر پنہاں اس نورجہاں معدن میں روز ازل سے
قدرت کے ستھرے ہاتھوں سے تفویض ہوئے تھے وہ آج جہانگیر شہرت حاصل نہ کرسکتے
اور اپنی تھوڑی سی چمک دمک کے بعد ہمیشہ کے لئے قعر گمنامی میں چھپ جاتے
نورجہاں نے بہ حیثیت مجموعی نہایت نامی زنان یورپ کو پس پشت ڈال دیا اور [illegible]
اکبر کی عظیم الشان مملکت میں جہانگیری نام سے جس شان اور نمود اور عمدہ نظم ونسق سے
سلطنت کی وہ انگلستان کی ملکہ الزبتھ کو مشہور زمانے سے ہمسری کرتا ہے اگر ترکوں کے
مکروہ قبضہ سے ملکہ کیتھی رائن روسیہ نے اپنے قبیلہ اور ایشیائی نظر میں نفرت انگیز طریقہ
افواج روس کو نجات دلا کر اپنا نام زندہ جاوید کیا تو ہمارے ہیرو نے مہابت خاں
کے مہیب چہرہ اور خطرناک گستاخیوں سے ہوشیاری، ثبات عقل اور عصمت مردانہ
طریقے سے اپنے اور اپنے شیدائی کو جو پولیٹکل اور سوشل اور [illegible] [illegible] گردی
کا دم بھرتا تھا نہایت نازک حالت میں بچا کر دلفریب مدبرانہ طریقہ سے پھر عروج عزت
پر پہنچایا۔ اور ان کل باتوں کے علاوہ جو قابلیت ذہنی اور لیاقت دماغی اور قوت فیصلہ
اس ایل لیڈی کو حاصل تھی اوسکی نظیر کسی یورپین شاہی لیڈی میں نہیں پائی جاتی +
مسٹر اسمائیلس اپنی مشہور آفاق کتاب کیریکٹر میں تحریر فرماتے ہیں کہ عورتوں سے
بعض وقت وہ کام ہوتے ہیں اور ایسی سخت طبیعتوں میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے جو اور
صورت سے ناممکن تھی ٹھیک اس قول کی تصدیق مسٹر بالفور اپنے [illegible] سائکلوپیڈیا
میں نورجہاں کی نسبت لکھتے ہیں کہ نورجہاں کی برکت اثر سے جہانگیر کے اطوار میں
اعتدال پیدا ہوا۔ اوسکی بیہودگیاں اور تلون کا خاتمہ ہوا۔ تفریح طبع کے سامان
قدرتی سادے صرف [illegible] اور وہ بھی خاص کر [illegible] میں ہوسکتے تھے نورجہاں کی بدولت
اوسکا دربار زیادہ بارونق ہوگیا۔ لطف یہ ہے کہ اخراجات [illegible] کمی ہوتی [illegible] اخلاق

اور آداب میں بڑی تبدیلیاں پیدا کردیں

زنان اسلامیہ کی پولیٹیکل سوانحات دنیا کی نظروں سے قریب قریب بالکل پوشیدہ ہیں اہل یورپ جو اپنی چھوٹی سی قومی عزت کو شاندار بنانے اور رنگ چڑھانے کے بڑی قابلیت سے عادی ہیں وہ ہمارے گروہ اناث کو بالکل تاریکی میں سمجھتے ہیں جسکی وجہ شائد خود ہمارا تاریخانہ طرز اور عورتوں کی مخصوص لاالف ہو۔ نورجہاں کے اس مختصر تذکرے سے ایک حد تک ظاہر ہوگا کہ درحقیقت مسلمانوں کے گروہ اناث میں بڑے بڑے مشاہیر اپنا زندہ جاوید نام تاریخ میں چھوڑ گئے ہیں۔

نورجہاں کا خاندان

نورجہاں کے باپ کا نام غیاث بیگ تھا وہ طہران کے نامور لوگوں میں سے تھا شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ پھر سرکار کا باقیدار ہوگیا تھا اور زمانہ کے صدمات اور حوادث نے اسقدر جو اوس کو تنگ کردیا تھا کہ وہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوا اور اپنی دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کو ساتھ لیکر اوس قافلے کے ہمراہ ہوگیا جو ہندوستان آرہا تھا اوس وقت اکبر ہندوستان میں فرمانروا تھا راستہ میں ایک اور آفت یہ پڑی کہ جو کچھ مال و اسباب ساتھ تھا وہ لٹ گیا صرف سواری اور باربرداری کے دو اونٹ رہگئے جنپر غیاث بیگ اور اوس کے ساتھی سوار ہوا کرتے تھے۔ سواری میں غیاث بیگ کی بی بی کی زیادہ رعایت کیجاتی تھی اسوجہ سے کہ وہ حاملہ تھی۔

نورجہاں کی پیدائش

جب یہ لوگ قندہار کے قریب پہنچے تو نورجہاں ایسی مبارک ساعت میں پیدا ہوئی کہ اسی دن والدین کی تکلیف آسائش سے رنج خوشی سے مبدل ہوگیا جسکی یہ تفصیل ہے کہ نورجہاں کے پیدا ہونے کے بعد اوس کی ماں کو بسبب انتہا عسرت وتعب ومشقت کے اس قدر دودھ نہ تھا جو لڑکی کی پرورش کے لئے کافی ہوسکتا۔ لہذا والدین کو بجز اسکے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اُنہوں نے خدا پر بھروسہ کیا اور لڑکی کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر اوسکو قافلے میں ڈالدیا۔

نور جہاں کی پرورش

جب قافلہ چلنے لگا تو ملک مسعود جو قافلہ سالار تھا اوس کے نوکروں میں سے ایک نوکر نے اوس بچے کے رونے کی آواز سنی اور اوس کو اٹھا کر قافلہ سالار کے پاس لے آیا چونکہ قافلہ سالار اولاد نہیں رکھتا تھا اسلئے لڑکی کو پرورش کرنا اور اس کو اپنی تبنیت میں لینا چاہا اور چونکہ ایران کے قافلوں میں بخلاف ہندوستان کے قافلوں کی عورتیں کم رہا کرتی تھیں اسوجہ سے دایہ کی جو تلاش کی گئی تو اوس لڑکی کی ماں کے سوا کوئی اور عورت نہ ملی اب وہ نہایت احترام کے ساتھ طلب کی گئی اوس کے اور اس کے ہمراہیوں کیلئے سواری اور کہاروں کا بندوبست کیا گیا۔ لباس پہنایا گیا عنایت و نوازش کا وعدہ کیا گیا اور لڑکی پرورش کے لئے اوس کے سپرد ہوئی +

ملک مسعود اکبر کے دربار میں آمد و رفت اور رسوخ رکھتا تھا اور اوس کی عادت تھی کہ جب ایران سے آتا وہاں کے تحفے اکبر کی خدمت میں پیش کش کرتا اب بھی وہ ہندوستان پہنچنے کے بعد بدستور دربار میں حاضر ہوا اور اس نے تحفے گذرانے اکبر نے کہا کہ اس دفعہ تم کچھ عمدہ تحفے نہ لائے ملک مسعود نے عرض کیا کہ ہم غریبوں کے پاس ایسے تحفے کہاں سے آئیں جو بادشاہوں کے لائق ہوں البتہ میں اس دفعہ دو جواہر جو اسیر لایا ہوں اگر وہ تربیت کئے جاویں تو بے مثل اور لاجواب ہوں پھر اوس نے غیاث بیگ اور اس کے بیٹے ابو الحسن کو اکبر کی خدمت میں پیش کیا یہ دونوں بادشاہ کے ملازم ہو گئے اور اپنے طالع کی تائید سے اور لیاقت اور قابلیت کے ذریعہ سے ترقی کرنے لگے غیاث بیگ کے بزرگوں نے ہمایوں بادشاہ کی جبکہ وہ شیر شاہ کے مقابلہ میں تاب نہ لاکر ایران بھاگ گیا تھا بڑی خدمت کی تھی غیاث بیگ کا یہ زمانہ نہایت خراب ہو گیا تھا اور بنظر استحقاق خدمت ہمایوں شہنشاہ اکبر کے پاس بامید صلہ خدمت پہنچا اکبر نے نہایت فیاضی سے اوس کی امیدوں سے زیادہ صلہ دیا اور باپ بیٹوں کو اعلیٰ خدمات دربار عطا فرمائے اور انہوں نے خداداد لیاقتوں اور ذاتی قابلیتوں سے وہ قابل قدر خدمتیں انجام دیں جس سے انکا اعزاز روز افزوں بڑھتا گیا

نورجہاں محل میں

قافلہ سالار کی بیوی کے ساتھ جس کو بادشاہ کے محل میں آنے کی اجازت تھی نورجہاں کی حقیقی ماں بھی بوجہ اعزاز خاندانی محل میں آتی جاتی بیگمات کے سلام و مجرے سے مشرف ہوتی جشن و نوروز کی تقریبوں میں انعام و اکرام پاتی اس عرصے میں نورجہاں بھی جوان ہو گئی تھی اور حسین و جمیل ہونے کے علاوہ بڑی عقیل فہیم بھی تھی یہ باتیں اس کے باعث ہوئیں کہ جہانگیر اوس پہ فریفتہ ہو گیا

نورجہاں کا بھولاپن

حسن دلفریب اور عقل خداداد کے ساتھ فریفتگی کا ایک بڑا سامان نورجہان کا بھولاپن تھا جو ادائے معشوقانہ کا قابل قدر جز و ہے چنانچہ شہزادہ جہانگیر (سلیم) ایک دن مینا بازار جا رہا تھا اور یہ کشیدہ قامت دلربایانہ روش سے مقابل سے آ رہی تھی شہزادے کے پاس دو کبوتر تھے۔ مہرالنسا (نورجہاں) کو وہ کبوتر دیکر پھول توڑنے لگ گیا اتفاقاً اوس کے ایک ہاتھ کا کبوتر اوس کے ناتجربہ کار ہاتھوں سے پھڑک کر اوڑ گیا۔ شہزادے نے پوچھا کہ میرا کبوتر کیا ہوا۔ نورجہان نے دہیمی آواز سے کہا کہ صاحب عالم اوڑ گیا اوس نے حسب معمول پوچھا کس طرح اوڑ گیا نورجہاں نے بلا تصنع بھولے پن سے دوسرے ہاتھ کا کبوتر چھوڑ کر کہا اس طرح۔ یہ غضب کا بھولاپن نوجوان کے دل کے لیے ایک نشتر کا کام کر گیا محبت روز بروز اس کے دل میں بڑہتی گئی چنانچہ ایکدن جب اوس نے موقع پایا نورجہاں کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا نورجہاں ہاتھ چھوڑا کر الگ ہو گئی اور بیگمات کے سامنے اس بات کی شکایت کی اور پھر یہ خبر اکبر تک پہنچ گئی چونکہ اکبر اپنے زیر دستوں کے ناموس کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ جہانگیر سے خفا ہوا اور نورجہاں کے سرپرستوں سے کہا کہ کسی کیساتھ اسکا نکاح کرا دیں غیاث بیگ نے عرض کیا کہ اسبات کا اختیار بادشاہ ہی کو ہے جس سے

ساتہہ مناسب سمجہنے نکاح کرا دے ؎

نورجہاں کی پہلی شادی

علی قلی جو ترک استجلو اور شاہ طہماسپ کا سفرہ چیں تہا اتفاقیہ سے ملتان میں خان خاناں کے پاس آگیا تہا چونکہ وہ ایک بہادر سپاہی اور صاحب جوہر تہا اسوجہہ سے خان خاناں اوس پر الطاف کرتا تھا اور اوس کو سرکاری ملازموں میں داخل کر لیا تھا جب علی قلی دربار میں پہونچا تو بادشاہ کا مورد عنایت ہوا اور بادشاہ کے حکم سے نورجہاں کا نکاح اوس کے ساتہہ کرادیا گیا۔ صاحب جوہر کے ساتھ خاصکر جب وہ مورد عنایت سلطانی ہو بغض و حسد کرنا اور درپے اوس کی جان و عزت ہونا قدیم سے وابستہ انسانیت ہے چنانچہ علی قلی کے ساتہہ ارباب حسد نے کوئی دقیقہ اوس کی ہلاکت کا باقی نہ کہا کبہی مست ہاتہی سے لڑادیتے اور کبہی خونخوار شیر سے مقابل کرادیتے مگر وہ ترک اپنی قوت اور خدادادی شجاعت سے ہمیشہ کامیاب ہوتا۔ چنانچہ شیر کے قتل کرنے پر شیر افگن خاں اوسکا خطاب قرار پایا صوبہ بنگالہ میں بردوان اوسکو جاگیر ملا اور اس کے علاوہ صوبہ مذکور کی حکومت بہی دی گئی وہ کچہہ دنوں اناچند کی مہم میں اکبر کے ہمرکاب رہکر اپنی جاگیر کی طرف روانہ ہوا۔ جب جہانگیر تخت سلطنت پہ بیٹہا تو جو آتش عشق ابتک ثابت قدمی سے نہفتہ رکہتا تھا اب اوسکے چہپانے کی تاب باقی نہ رہی اوس نے قطب الدین کو کلتاش کو بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اور اس سے رخصت کے وقت تنہائی میں کچہہ باتیں کیں شیر افگن خاں بہی اپنے وکیل کی تحریر سے اوسپر مطلع ہوا تو تاڑ گیا کہ جہانگیر نے قطب الدین خاں سے اسکے لیئے کیا کہا ہوگا اوسی دن اسنے واقعہ نگار سے کہدیا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور حسب الحق ہتہیار باندہنا چہوڑ دیا قطب الدین خاں بنگالے میں پہنچا تو اوسنے کئی دفعہ آدمی بہیجکر اور خط لکہکر شیر افگن خاں کو طلب کیا۔ مگر شیر افگن خاں اوس کے پاس نہ گیا۔

نورجہاں کی بدولت دو زبردست خون

آخر قطب الدین خان بہ تقریب دورہ شیر افگن خان کی جاگیر کیطرف پہنچا اور ملاقات کا پیغام بھیجا۔

شیر افگن خان نیم آستین کے اندر بکتر پہنے ہوئے اور تلوار لٹکائے ہوئے اور چند آدمیوں کو ہمراہ لئے ہوئے قطب الدین کے پاس آیا ملاقات اور خیریت پرسی کے بعد قطب الدین خان نے جہانگیر کے اوس پیغام کو ادا کیا جو شیر افگن خان کی طبیعت کے موافق نہ تھا شیر افگن خان نے اوس پیغام کو نہ مانا پھر قطب الدینخان نے کنایتاً و نصیحتاً گفتگو کرنی شروع کی جس میں بادشاہوں کا حکم ماننے اور اونکی اطاعت کرنے کی طرف اشارہ تھا جسکے تفصیلی ذکر سے زبان قلم کو آلودہ نہ کرنا مناسب ہے شیر افگن خان کو ان باتوں کی تاب نہ آئی اور یہ جانکر کہ اب بغیر مرنے اور مارنے کے آبرو بچ نہیں سکتی اسنے اپنی تلوار کو جسکو نیم آستین کے نیچے لٹکائے ہوئے تھا باہر نکالا اور اس زور سے قطب الدینخان کی پشت پر ماری کہ انتڑیاں باہر نکل پڑیں شیر افگن خان وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا کہ قطب الدین کے ساتھ کے ایک کشمیری شخص نے اوس پر حملہ کرکے اوسے زخمی کیا۔ شیر افگن خان نے باوصف زخمی ہونے کے قطب الدینخان کا کام تمام کر ڈالا۔ پھر قطب الدین خان کے ہمراہیوں نے شیر افگن خان پر ہجوم کرکے اس طرح اوسکو زخمی کیا کہ وہ مر گیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ شیر افگن خان کے زخم کاری لگے تھے تاہم وہ اسی نفس واپسین کیا تھا اس امید سے گھوڑا دوڑا کر اوس بھیڑ میں سے نکل چلا کہ اپنی بیوی اور ساس کو مار ڈالے چنانچہ وہ اپنے گھر پہنچ بھی گیا مگر نورجہاں کی ماں نے جو ایک عاقلہ اور دوراندیش عورت تھی اس خیال سے کہ شیر افگن خان کی گردن پر یہ خون ناحق رہ نہ جائے گھر کا دروازہ بند کر دیا اور رونے پیٹنے چیخنے چلانے لگی کہ نورجہاں یہ سنکر کہ اسکا خاوند مارا گیا باولی میں گر کر مر گئی اب شیر افگن خان کے اندر آنے سے فائدہ ہی کیا ہے اوسکو تو باہر ہی رہکر اپنے زخموں کا علاج کرانا چاہیئے شیر افگن خان نے جب یہ سنا کہ اوس کی پیاری بی بی مر گئی تو وہ

خود بھی مر گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو نورجہاں کی ماں کی یہ حرکت ظاہر اخلاف
وفاداری معلوم ہوتی ہے مگر عقل اور شرع کے اعتبار سے اوسکا ایسا کرنا بھی
شیر افگن خان کے لئے اوس کے اخیر وقت میں ایک عمدہ تنبیہ تھی اس
واسطے کہ بی بی اور ساس کی مار ڈالنے کی کوئی وجہ نہتھی پس شیر افگن کا مظلوم مر کر مرنا
بہ نسبت اوس کے ظالم مرنے کے بدرجہا اچھا ہوا +

نورجہاں کی گرفتاری

جب اس واقعہ کو جہانگیر نے سُنا تو وہ اپنے کوکا کے مارے جانے پر جو حضرت
شیخ سلیم کا بیٹا تھا نہایت غمگین ہوا اور نورجہاں کو اپنے پاس روانہ کرنیکے لئے
حکم بھیجا۔ بنگالہ کے کارپردازوں نے نورجہاں کو اس حکم کے پہنچنے سے پہلے ہی جبراً
روانہ کر دیا تھا کیونکہ قطب الدین کوکا گورنر بنگال کے قتل سے شیر افگن خان اور ضرورت
وقت کے لحاظ سے اوس کے پسماندگان پولٹیکل مجرم قرار پاچکے تھے۔ جب دُرِ مقصود
یعنے نورجہاں جہانگیر کے پاس آئی تو جہانگیر نے اس سے نکاح کی خواہش ظاہر کی
نورجہاں نے اس بات کو نہ مانا اور اپنے خاوند مقتول کی یاد میں وفاداری سے بقیہ
زندگی بسر کرنیکا حیلہ کیا۔ جہانگیر نے بھی اسوقت بر آشفتہ خاطر ہو کر اوس کو لونڈیوں
کی زمرہ میں داخل کر کے اپنی نراعی ماں سلطانہ سلیمہ بیگم کے حوالہ کر دیا تاکہ اوس کے
مقتول بیٹے قطب الدین کا معاوضہ ہے +

نورجہاں کی سرفرازی

نورجہاں بیگم پر دو سال ناکامی کی حالت میں گذری۔ پھر اوس کے بخت کا ستارہ
چمکا یعنی ایکدن جہانگیر کی آنکھ جو اوس پر پڑی عشق کا درخت جو پژمردہ ہو چکا
تھا از سر نو سرسبز ہوا۔ طالع نے مدد کی جانبین سے تقدیر نے اپنے جلوے دکھلائے
شرع کے مطابق نکاح ہو گیا شاہانہ جشن کیا گیا اول اوسکو نور محل خطاب ملا پھر
بہ رعایت نور الدین جہانگیر نورجہان بادشاہ بیگم لقب ہوا کیونکہ آنحضرت نور محل میں
محدود نہیں ہو سکتا تھا بلکہ مرضی الٰہی یوں واقع ہوئی تھی کہ شعاع نور نورجہاں بیگم

سوا اور محل کی ساری بیگمات پر تفوق دیا گیا پہر نوبہانتک نوبت پہنچی کہ عنان سلطنت اوسی کے ہاتہہ میں تہی اور سکہ میں بھی اوسی کا نام داخل ہو گیا جسکا یہ شعر تہا+ سکہ

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور — بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

جہانگیر کی یہ کیفیت تہی کہ اون امور کے سوا جو احکام شرع و عدالت سے متعلق ہوتے باقی کل معاملات کو خواہ وہ ملکی ہوں یا مالی نورجہاں کے صلاح و مشورے سے انجام دیتا اور اوسکو یک لحظ جدا نہ کرتا یہانتک کہ جب دربار میں ہوتا یا ہاتہی پر سوار ہوتا تو بہی اوس کو اوٹ میں بلا فاصلہ اپنے ساتہہ بٹہلاتا۔

نورجہاں کے اختراعات

اسمیں کچہہ شک نہیں کہ نورجہاں ایک عاقلہ اور فیاض عورت تہی اور قوت ایجاد بہی رکہتی تہی۔ چنانچہ ہندوستان کے طرح طرح کے زنانے لباس اور زیور جو اس وقت بادشاہ اور امرا کے محلات میں مروج ہیں وہ سب اوسکے ایجاد و اختراع کئے ہوئے ہیں اور اسی نے اون بہدے اور بدنما زیوروں کا رواج موقوف کر دیا جو پہلے مستعمل تہے اور جو اب بہی بعض ملکوں میں شیخ زادوں اور افغانوں کے یہاں مستعمل ہیں۔ گہروں کی سقف پر چاندنی باندہنا اسی کی اختراع ہے عطر گلاب جس کا عطر جہانگیری نام ہے اور نیز دوسرے کم قیمت عطر جن کے استعمال پر غربا کو دسترس ہو سکتی ہے یہ بہی نورجہاں اور اوس کی ماں کے مخترعات سے ہیں۔ چنانچہ جس وقت نورجہاں کی ماں نے عطر گلاب بنا کر جہانگیر کی نذر کیا تو جہانگیر نے اوس کو پسند فرمایا اور ایک موتیوں کی مالا جس کی قیمت تیس ہزار تہی انعام دی اور اس عطر کا نام عطر جہانگیری رکہا۔ درحقیقت یہ ایک ایسا عطر ہے۔ جسکی خوشبو دوسرے عطر میں نہیں ہے۔ خافی خان اپنی تاریخ میں لکہتا ہے کہ مجہے یاد ہے عطر جہانگیری جو عمدہ ہوتا تہا۔ جہانگیر کے شروع زمانے میں اسی روپے تولہ بکتا تہا اب آٹہہ نو روپے تولہ بکتا ہے+

بادلہ جو ایک قسم کا زرین کپڑا ہے نورجہاں ہی کا اختراع کیا ہوا ہے اس کی قسم اعلا کو

اوس نے بادشاہ کے نام سے موسوم کیا ہے اور قسم لونی کو جس سے پندرہ روپے
میں غریب دولہا دولہن کا لباس تیار ہوجاتا ہے اپنے نام سے موسوم کیا یعنی اوسکا
نور محلی نام رکہا اس کے سوا اوس نے امراو غربا کے لیے جو چیزیں ایجاد کیں۔
وہ بہی بہت ہیں۔ مختصر یہ کہ ہندوستان میں وہ چیزیں جن سے لطف زندگی
حاصل ہوتا ہے اکثر اوس کی ایجاد کی ہوئی ہیں +

نورجہاں کا مذہب

نورجہاں سختی سے مذہب تشیعہ کی پابند تہی اور چونکہ بادشاہ اور تمامی اہل دربار
اہل سنت وجماعت تھے۔ لہذا اوس کو ہمیشہ اپنے مذہبی تفوق کا خیال رہتا تھا
اسی غرض سے بعض فضلائے ایران اہل تشیعہ کو بلاکر دربار میں جگہ دلوائی تہی
جن کی بعض ناگوار باتوں سے باوجود سخت تعشق بادشاہ نورجہاں سے برافروختہ
ہوجاتا تھا۔ نورجہاں بڑی فیاض عورت تھی ہر سال بہت سے غریب مغلوں کو
ولائیت مکۂ معظمہ کربلائے نجف اشرف جانے کا خرچ دیا کرتی تہی۔ ہزارہا
یتیم لڑکیوں۔ بیوہ عورتوں کا اپنی سرکار سے جہیز اور خرچ دیکر شادی کرادیتی
تہی +

نورجہاں کی کفایت شعاری

اس فیاضی کے ساتھ انتہا درجے کی کفایت شعار بھی تھی۔ اس کے متعلق ایک
یہ حکایت مشہور ہے کہ ایک بار جہانگیر کے ملاحظے سے چند ہاتہی گذرے جنپر ہاتہیوں کے لیے
مسجع کی زربفت کی جہولیں پڑی ہوئی تہیں۔ جہانگیر نے اون کو پسند کیا
اور خانساماں سے پوچھا کہ اِن جہولوں کے لیے زربفت کے کتنے تہان صرف
ہوئے اور ہر ایک جہول کتنے روپے میں بنتی ہے۔ خانساماں نے عرض کیا کہ یہ جہولیں
محل سے تیار ہوکر آئی ہیں جہانگیر نے نورجہاں سے کہا کہ تم نے اِن جہولوں کے لیے زربفت
عمدہ زربفت کے کتنے تہان خرچ کرڈالے نورجہاں نے کہا نہیں کوئی تہان نہیں
خرچ کیا گیا بلکہ یہ جہولیں تو اُن زربفت کی تہیلیوں سے بنی ہیں جنمیں امرا کی عرضیاں

آتی تھیں جو متفرق طور پر لوگوں کو دیتی تھیں تو اونکو کوئی معتدبہ فائدہ بھی نہوتا تھا۔

نورجہاں کی شجاعت

محققی خان مختلف اللباب میں لکھتا ہے کہ سلاطین ہندوستان کی بیگمات عموماً گھوڑے کی سواری اور بندوق بازی سے خوب واقف تھیں مگر نورجہاں کو بجز مشاہدے کے ذاتی تجربہ نشانہ بازی کا اتبک نہیں ہوا تھا۔ مگر اوس میں وہ عجیب وغریب قوت تھی جس کے تھوڑے سے استعمال سے نہایت اہم اور دقت طلب کام میں بآسانی ملکہ حاصل کر سکتی تھی۔ چنانچہ ایک روز شہنشاہ جہانگیر اور نورجہاں جو نام کی طرح سے خود جزو لاینفک ہو رہی تھی۔ مع بادشاہ بیگم کے شکار کے لیے تشریف لیگئے۔ شیر ہانکنے والے شیر کو ہانکتے ہوئے قریب بادشاہ کے پہنچا دیا مگر اوس وقت بادشاہ خود سرگرم خواب ہوگئے تھے بادشاہ بیگم نے بحالت اضطراب خود بندوق اپنے ہاتھ میں لی اور ایسا نشانہ پیشانی پر شیر کے لگایا کہ وہ فوراً ایک نیزہ بلند ہو کر گرا اور ہوا گرا اور اس طرح بادشاہ کی جان نہایت خطرے سے بچائی۔ بادشاہ بندوق کی آواز اور شیر کی غراہٹ سے بیدار ہوگیا اور دیکھا کہ بادشاہ بیگم کے ہاتھ میں بندوق اور سامنے مردہ شیر پڑا ہوا ہے۔ اس جرات اور بہادری سے اور نیز اپنی جان کے بچ جانے کی خوشی میں بادشاہ نے نہایت محبت و پیار سے بادشاہ بیگم کو گلے لگایا اور بہت احترام وعزت کی قدرتی جوش سے نورجہان کو اس خصوص میں بادشاہی الطاف حاصل کرنے کی تحریص ہوئی اور اس نے اپنی خداداد قابلیت سے بہت جلد بندوق زنی میں ملکہ حاصل کیا اور امتحان کا موقع بھی بہت جلد آگیا۔ چنانچہ ایک روز شہنشاہ جہانگیر مع حرم محترم نورجہاں شکار کے لئے تشریف لے گئے جنگل میں چار اجل گرفتہ شیروں کا پتہ لگا۔ جوش شجاعت میں نورجہان بارگاہ سلطانی میں باادب تمام ملتمس ہوئی کہ ان شیروں پر اس کو طبع آزمائی کا موقع دیا جاوے شہنشاہ نے تبسم آمیز اجازت دی اور وہ شیر یکے بعد دیگرے نورجہان اور جہانگیر کی دوربہ

گذرتے گئے اور لقمۂ موت ہوتے گئے کوئی نشانہ خالی گیا نہ کوئی شیر جانبر ہوا
اوس کا یہ مرقع شعر مختلف معنوں سے قابل صاد ہے ؎

نور جہاں گرچہ بظاہر زن است — در صفِ مرداں زنِ شیر افگن است

نور جہاں کی شاعری

ملکہ نور جہاں از بسکہ طباع و ذہین تھی۔ ہمیشہ صحبت فضلائے دیار و امصار سے افادہ ہوتا رہا۔ موزونیت طبع کا بہت بڑا حصہ تحریر سے پہلے ہی مل چکا تھا شاعری کی جانب طبعی رجحان ہوا اور محض بامداد مبدء فیاض سخنوری میں وہ ملکہ حاصل ہوا کہ حسب بیان تذکرہ نور جہاں از غایت شہرت مستغنی از بیان است و کلامش جستہ جستہ زبان زد سخنوران و در حقیقت شیرین تر از قند است۔

تخلص نور جہاں۔ جس طرح موزون تھا اشعار نہایت پاکیزہ اور شوخی آمیز جو بمقتضائے وقت اور صحبت الحا ہوتے تھے۔ ہم یہاں پر چند متفرق اشعار ہوتے لکھتے ہیں اور وہ اشعار نظر انداز کرتے ہیں جو ناظرین کی تہذیب و متانت سے دور سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اس کیلئے ہم نور جہاں کو بدنام نہیں کر سکتے کیونکہ خلوت میں مجلی بالطبع ہونا اور مذاکرات دلچسپ کرنا ہر ملک کے مہذب ترین اشخاص کا بھی بالطبع کام ہے۔ معمولی دنیا دار تو درکنار زاہدین خشک مزاج بھی ؎

چوں بخلوت می روند آں کارِ دیگر می کنند

نور جہاں کے متفرق اشعار

عشقت چناں گداخت تنم را کہ آب شد — گردے کہ ماند بر مژہ چشم حباب شد

کشادِ غنچہ اگر از نسیم گلزار است — کلیدِ قفلِ دلِ ما تبسمِ یار است

نہ گل شناسد و نے رنگ و بو نہ عارض و زلف — دلِ کسے کہ بحسنِ ادا گرفتار است

دل بصورت ندہم تا نشود سیرت معلوم — بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہولِ قیامت مفگن در دلِ من — ہولِ ہجراں گذرانیدیم و قیامت معلوم

میلک بر واریدبر فرق سرش دانی کہ چیست — تشنگان شوق راجو ئیست از آب حیات
تیر زلف غالیش بلائے نہانست — بترس از بلا ما کہ شب درمیانست
ہم چشم ما برائے نظر بازی تو شد — آئینہ را حلائے وطن میکنیم ما
ہنوز آں طفل خندیدن نداند — نگہ دزدیدن و دیدن نداند
دقیقہ ہائے معانیش در سواد حروف — چو در سیاہی شب روشنی پروین است
این خانہ برانداز کہ در خانہ زین است — معمار تمنائے من خانہ نشین است
نیست خوارہ کہ میتی بیسر آید آب ان — آب از گرمی این فصل برآورد زبان
(جہانگیر) (نورجہاں)
ہلال عید بر اوج فلک ہویدا شد — کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد
بنے آید بغیر از گریہ دیگر کار از چشم — بلے از مردم بے دست و پا دیگر چہ می آید

نورجہاں کی عام قابلیت

بادشاہوں کے مزاج میں دخل پانے کے لئے ایسے ایسے مصالحوں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام طور سے عوام الناس کو قدرت سے عطا نہیں ہوئے خاصکر اوس حالت میں جبکہ جہانگیر ایسا بادشاہ ہو جسمیں اکبر جیسے عظیم الشان پدر بزرگوار کی قابلیت سلطنت اور اس سے بڑھکر علمی لیاقت ہو دربار شاہی میں عزت اور ذلت زیادہ تر اپنے ہی ہاتھوں نصیب ہوتی ہے اور اعزاز اونہیں کو حاصل ہوتا ہے جو بہمہ وجوہ بادشاہ کو بہ مناسب اوقات روحانی مسرت دے سکتے ہیں۔ نورجہاں میں صانع حقیقی نے منجملہ اور صفات نادرہ کے علمی قابلیت اور فہم و فراست اسقدر ودیعت فرمائی تھی جو شاذ کہی جاسکتی ہے اوس کو بادشاہ عالیجاہ کے خوش رکہنے کا نہایت عمدہ سلیقہ معلوم تہا کوئی فعل اوسکا ناگوار خاطر مبارک نہیں ہوتا تھا۔ اسلئے نہیں کہ عشق سے مجبور تھا بلکہ خود نورجہاں میں وہ تہذیب اور شائستگی تہی کہ ہر پہلو سے بادشاہ کی نازک خاطر کا بار پیش نظر رکہتی تہی۔ تنہا نورجہان کئی دفعہ شاہی خدمت

جوہر ایک اپنے طور سے نہایت نازک اور مشکل ہے بجالاتی تہی جس طرح اندلون شہنشاہ
جرمنی کی نسبت آنریبل مسٹر لیوشر بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی بیگم کی ناقابلیت کی
وجہ سے اوس کے مخصوص فرائض بھی اپنے ہی ذمے لے کر خود ہی بیگم اور خود ہی
شہنشاہ ہو گیا ہے نورجہاں مشیر و وزیر بیگم و شہنشاہ و منتظم۔ شاعر و مصاحب
و مناسب و معتمد تہی اور ان سب خدمتوں کو نہایت عقلمندی و فہم و فراست سے بجالاتی
تہی کہ انتظام مملکت اور درستی مزاج معلے جہانگیر میں کوئی فرق نہ آتا تھا وہ نہایت
درجے کی حاضر جواب بھی جو درباریوں کے لئے نہایت ضروری ہنر ہے اشعار
فی البدیہہ میں بہی وہ ملکہ حاصل تہا جو کہنہ مشق استادوں کو ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ
مشہور ہے کہ ایک روز جہانگیر قبائے حریر پر تکمہ (بٹن) لعل زیب بدن کئے ہوئے
تہا نورجہاں کی زبان سے فی البدیہہ یہ تعشق انگیز طبعزاد شعر نکل گیا ؎

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر
شدست قطرہ خون منت گریباں گیر

نورجہاں کے برعکس خیالات

نورجہاں کی آزمائش کا ایک سخت زمانہ آیا جس میں افسوس ہے کہ وہ پوری نہ
اتر سکی اور درحقیقت نورجہاں کا یہ زمانہ افسوس سے دیکھا جاتا ہے لیکن جو لوگ
انسانی طبیعتوں کے رنگا رنگ چمن کی سیر کر چکے ہیں۔ اور بالخصوص عورتوں کے
خیالات مخصوص کیا نب جو بعض حالتوں میں ناقابل تغیر ہوتے ہیں خیال و رجوع
کیا ہے وہ ہر حالت میں نورجہاں کو معذور رکہینگے۔ نورجہاں کی لڑکی جو شیر افگن
کی نسل سے تہی اوس کی شادی جہانگیر کے ایک شہزادے شہریار سے ہوئی اور
اور اوس کے بہائی آصف جنگ کی لڑکی شاہجہاں سے منسوب ہوئی۔ لہذا اسکو
دلی جوش اپنے داماد کو تخت سلطنت پر دیکھنے کا ہوا جو علی العموم تمام عورتوں کو
علیٰ قدر مراتب اپنے دامادوں کی نسبت ہوا کرتا ہے اور چونکہ نورجہاں بادشاہ اور
بادشاہت پر قابض تہی اور بدقسمتی سے ولیعہدی کا کوئی قانون مقرر نہ تہا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قیمت مع محصولڈاک **پیسہ اخبار لاہور** اڑھائی روپے سالانہ

جس میں ہر ہفتہ ملک کے تمام ضروری معاملات پر اعلیٰ درجہ کی رائے زنی کی جاتی ہے اور انگریزی عربی و ترکی وغیرہ اخبارات سے مضامین ترجمہ ہو کر درج ہوا کرتے ہیں اور جس کو باقی تمام اردو اخبارات سے زیادہ و تازہ خبریں بہم پہنچانے کا فخر حاصل ہے بوجہ اپنی نہایت ارزاں قیمت اور ہر دلعزیزی کے یہ ہندوستان بھر کے تمام اردو اخبارات سے زیادہ چھپنے والا ہے قیمت مع محصولڈاک نقد اڑھائی روپے (عہ) پیشگی قیمت کی وصولی پر تین نادر کتابیں ہر ایک خریدار کو مفت ملتی ہیں۔

قیمت مع محصولڈاک **انتخاب لاجواب** چار روپے سالانہ

دنیا کے تمام نہایت دلچسپ اخباروں مفید کتابوں اور تحریروں کا مستلزم خلاصہ جس میں ہزارہا ایسے قیمتی علمی و عملی مضامین دل بہلاوا اور تعلیم کے لئے درج ہوتے ہیں کہ جو اور کسی ذریعہ سے اردو زبان میں مل نہیں سکتے ہندوستان میں کسی زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب یا رسالہ نہیں چھپا اردو زبان میں بے نظیر ہے۔ ناظرین میں کئی قسم کے انعام تقسیم ہوتے ہیں [illegible] کو ماہوار دیا جاتا ہے۔ ہفتہ وار اشاعت ۴۸ صفحہ کلاں
قیمت مع محصول ڈاک چار روپے (للعہ)

قیمت مع محصولڈاک **روزانہ پیسہ اخبار** پندرہ روپے سالانہ

روزمرہ تازہ بتازہ برقیاں نہایت عمدہ اصلی اور تازہ ترین خبریں درج ہوتی ہیں علاوہ دیگر تصاویر کے ایک نہایت دلکش کارٹون ہوتا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں نہیں ہوتا۔ قیمت سالانہ پندرہ روپے ماہوار سوا روپیہ۔

قیمت مع محصولڈاک **بچوں کا اخبار** عہ روپے چھ آنے

انگلستان اور امریکہ میں کم از کم ایک سو اخبار بچوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق شائع ہوتے ہوں گے مگر اردو زبان میں تمام ہندوستان میں ایسا ایک اخبار یا رسالہ بھی شائع نہیں ہوتا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے بچوں کا اخبار بڑی آب و تاب کے ساتھ کارخانہ پیسہ اخبار سے ماہوار شائع ہونا شروع ہوا ہے اور اسے ملک کے تمام اخبارات اور اہل الرائے لوگوں نے اور محکمہ تعلیم کے اکثر افسروں نے بچوں کے اخلاق آداب اور تعلیم و تربیت کے لئے نہایت مفید تسلیم کیا ہے کوئی بال بچہ والا گھر اس سے خالی نہ رہے قیمت سالانہ مع محصولڈاک (عہ) روپے چھ آنے۔

(درخواستوں کا پتہ **مینیجر پیسہ اخبار لاہور**)

282